⚙⚙⚙ تقریر ⚙⚙⚙

تقریر بابت اسلامی اصطلاحات
وقت 5-7 منٹ

اسلامی اصطلاح ”فِیْ آمَانِ اللّٰہِ“ کا استعمال

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (یوسف:65)

پس اللہ ہی ہے جو بہترین حفاظت کرنے والا اور وہی سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے
ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

معزز سامعین! ”مشاہدات“ کے پلیٹ فارم سے اسلامی اصطلاحات کے درست اور بر محل استعمال پر تقاریر کا ایک مبارک سلسلہ شروع چل رہا تھا جو 25 تقاریر پر مشتمل رہ کر اب قریب الاختتام ہے۔ اب اِسے رخصت کرنے، اِسے الوداع اور فِیْ آمَانِ اللّٰہِ کہنے کا وقت آن پہنچا ہے اِس لئے اس بابرکت سلسلے کو حصہ اول سمجھ کر اِس تقریر کے ذریعے فِیْ آمَانِ اللّٰہِ کہتے ہیں۔

اِسلامی اصطلاحات کے درست اور بر محل استعمال کا ایک سلسلہ کسی حد تک الفضل آن لائن لندن میں قسط وار شائع ہو چکا ہے لیکن اس بار اِس سلسلے کو وسعت دی گئی ہے اور مزید حوالہ جات اور نئے مواد سے تقاریر کو مزیّن کیا گیا ہے۔ لہٰذا آج اسلامی اصطلاح **”فِیْ آمَانِ اللّٰہِ“** کا استعمال زیرِ بحث ہے۔

فِیْ آمَانِ اللّٰہِ کے معنی ہے۔ اللہ کی حفاظت میں، اللہ کی امان میں۔ الوداع ہوتے یا کسی کو الوداع کرتے وقت یہ دعائیہ فقرہ استعمال ہوتا ہے۔ ہمیں اس بارے میں کوئی واضح آیت تو نہیں مل سکی تاہم ذیل میں بیان دو روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رخصت کے وقت سلام کیا جائے اور اس کے لئے یہ کلمات بھی ادا کیے جاسکتے ہیں جن کا لغوی مفہوم ہے ’اللہ کی حفاظت یا اللہ کی امان میں‘ کے ہیں۔

اسلام کی تعلیم ہے کہ جب مسلمان آپس میں ملیں تو سلام کریں، اسی طرح جدا ہوتے وقت بھی سلام کے ذریعہ جدا ہوں۔ یہ سب سے اچھا اور مبارک عمل ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ

(ابو داؤد حدیث 5208)

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیے کہ سلام کہے اور جب وہاں سے اُٹھنا چاہے تو بھی سلام کہے، پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے۔

اگر کسی کو سفر پہ رخصت کر رہے ہیں تو ان کو اس طرح سے دعا دینا مسنون ہے جیسا کہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب کسی شخص کو سفر کے لئے رخصت کرتے تو فرماتے۔ آؤ! مَیں تمہیں ویسے ہی رخصت کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو رخصت کرتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے۔

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ

(الترمذی، حدیث 3443)

اِس کا ترجمہ یوں ہے: مَیں تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

سامعین! اس دُعا میں کسی کو رخصت کرتے وقت تین دعائیں دی جاسکتی ہیں۔ سب سے اوّل رخصت ہونے والے کے دین کی سلامتی اور اُس کے استحکام کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے یعنی اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ کہا جائے جس سے مراد یہ ہے کہ اے جانے والے! مَیں نے تمہارے دِین کو اللہ کی حفاظت میں دیا کیونکہ سفر کی مشکل، مشقت اور پریشانیاں بعض اوقات انسان کو نیک اعمال سے، عبادات سے غافل کر دیتی ہیں اور نیک اعمال ہی ہیں جن میں اضافے کی برکت سے انسان کا دین مضبوط ہوتا ہے، اسی لئے رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دین اور نیک اعمال کی توفیق کی مدد کی دعا فرمائی۔

دوسرے نمبر پر وَاَمَانَتَکُمْ کی دعا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ مَیں تمہاری امانت کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ سفر کے دوران انسان کو دیگر لوگوں کے ساتھ لین دین اور رہن سہن کی ضرورت بھی پیش آتی ہے تو اس صورت میں کہیں کوئی خیانت نہ کر بیٹھے۔ امانت سے مراد اہل وعیال اور مال بھی لیا جاسکتا ہے یعنی تیرے اہل وعیال اور وہ لوگ جنہیں تو اپنے پیچھے چھوڑ کر جارہا ہے اور تیرا مال جسے تونے حفاظت کے لئے کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے ان سب چیزوں کو اللہ کی حفاظت میں دیا۔

اور تیسری اور آخری وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ سفر سے پہلے تم نے جو آخری نیک عمل کیا۔ مَیں اس عمل کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں یا اس سے مراد خاتمہ بالایمان ہے۔ اور جو رخصت ہو رہا ہو اسے چاہیے کہ چلتے وقت رخصت کرنے والے کو یہ دعا دے۔ اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَاتَضِیْعُ وَدَاۗئِعُہٗ یعنی تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی حفاظت میں دی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتی ہیں۔ یوں یہ ایک جامع ومانع دعا ہے جو الوداع ہونے والے کو دینے کی اسلامی تعلیم ہے۔

سامعین! نہ صرف گھر سے رخصت ہونے والے کو بلکہ ہمیں بھی صبح وشام تین تین مرتبہ اس مختصر اور جامع دعا کا بھی معمول بنالینا چاہیے۔ حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے تین مرتبہ یہ دعا پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(ابوداؤد:5088)

کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔ اسے کوئی ناگہانی مصیبت نہیں پہنچے گی صبح تک، اور جس نے یہ کلمات صبح کو تین بار کہے تو شام تک اس کو کوئی ناگہانی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

کنزالعمال میں ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے سفر وغیرہ کے ارادے سے نکلے اور نکلتے وقت کہے:

بِسْمِ اللّٰہِ آمَنْتُ بِاللّٰہِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(کنزالعمال:17533)

یعنی اللہ کے نام سے نکلتا ہوں، میں اللہ پر ایمان لایا، اللہ کو مضبوط تھاما، اللہ پر بھروسہ کیا، اللہ کے بغیر کسی شرّ سے حفاظت نہیں اور اللہ کے بغیر کسی چیز کی طاقت نہیں۔ تو اس نکلنے میں اُس کو خیر ملے گی اور اِس کے نکلنے کے بعد اُس کی شرّ سے حفاظت ہوگی۔

سامعین! فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کا جملہ ایک محبت کا درس لیے ہوئے بھی ہے کہ جب آپ کسی کو رخصت کرتے ہیں تو اس کو محبت سے، نیک خواہشات کے ساتھ، اس کی حفاظت کی فکر کرتے ہوئے، اس کی حفاظت اور سلامتی کی آرزو رکھتے ہوئے اس کو رخصت کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ کی امان میں دینا صرف مسافر یا گھر سے باہر جانے کے لیے ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہم سب کو ایک دوسرے کے لیے ویسے بھی اللہ کی حفاظت میں رہنے کی دُعا کرتے رہنا چاہیے۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام حفیظ یعنی حفاظت کرنے والا، نگہبانی کرنے والا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حفاظت کرتے ہوئے کبھی نہیں تھکتا۔ جیسا کہ وہ آیۃ الکرسی میں فرماتا ہے وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا (البقرہ:256) اس لیے خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی خود حفاظت کرتا ہے اُن کو برائی سے روکتا ہے، اُن کی جان، مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اُن کو شیطان کے حملے سے بچاتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بتائی گئی حدود کی حفاظت کریں، دل میں خدا کا خوف رکھیں، ہر وقت استغفار کرتے رہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اِحْفَظْ اَللّٰہُ یَحْفَظُکَ کہ تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں اُن کے بدثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں اُن کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بُھن کر راکھ ہو جاویں کہ یہ وقت بڑے خوف کا ہے اس لئے توبہ واستغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب وملّت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات وخیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزولِ عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 299۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا:

"قرآن شریف کی اصطلاح کے روسے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا اور تضرّع اور اعمالِ صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضیعِ اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔"

(تفسیر سورۃ الفاتحہ از حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 83-85)

سامعین! اللہ کی پناہ میں رہنے کا سب سے بڑا ہتھیار دُعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو! اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے تو انسان کا ایک دم گزارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے اوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں کا بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے؟ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے کیونکہ اس کے ارادے دو ہی ہیں، گمراہ کرنا اور ہدایت دینا جیسا کہ فرماتا ہے: یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا۔ پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے پر بھی ہیں تو ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 116 آن لائن ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ (الرعد: 12)

اُس کے لئے اُس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔

یہ آیت ویسے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی طرف اشارہ کرتی ہے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

" سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا۔ لیکن ایک معنی اس کے یہ بھی ہیں جو ہر انسان پر لاگو ہوتے ہیں کیونکہ ہر انسان کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہوا ہے۔ اگر وبائی امراض نہ بھی پھیلی ہوں تب بھی فضا میں مختلف قسم کے بیماریوں کے جراثیم ہیں جو انسان کی سانس کے ساتھ جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دفاعی نظام رکھا ہوا ہے جو انسان کے اندر اِن گندے جراثیم کو انسانی جسم کو متاثر کرنے سے باز رکھتا ہے اور اس کے علاوہ اپنے خاص ولیوں کو بعض دفعہ نشان کے طور پر بھی ان چوکیداروں کے ذریعہ سے حفاظت کا نظارہ دکھاتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے اُن فرستادوں کے لئے نہیں ہوتے بلکہ ان کے ماننے والوں کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 392-393)

سامعین! اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے اس کی سب سے بڑی مثال ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ مکہ والوں نے آپؐ کو مارنا چاہا اللہ تعالیٰ نے بروقت آپؐ کو اطلاع دی اور ہجرت کا حکم دیا۔ ہجرت کے دوران غارِ ثور کا واقعہ ہم سب نے سنا ہوا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کی حفاظت فرمائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اللہ کی طرف سے حفاظت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک مثال حفاظتِ الٰہی کی مَیں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں سے بھی پیش کرتا ہوں۔ کنور سین صاحب جو لاء کالج لاہور کے پرنسپل ہیں اُن کے والد صاحب سے حضرت صاحب کو بڑا تعلق تھا حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود کو کبھی روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بعض دفعہ ان سے قرض بھی لے لیا کرتے تھے ان کو بھی حضرت صاحب سے بڑا اخلاص تھا۔ جہلم کے مقدمہ میں انہوں نے اپنے بیٹے کو تار دی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے وکالت کریں۔ اس اخلاص کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایام جوانی میں جب وہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع چند اور دوستوں کے سیالکوٹ میں اکٹھے رہتے تھے حضرت مسیح موعود کے کئی نشانات دیکھے تھے۔ چنانچہ ان نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات آپ دوستوں سمیت سو رہے تھے کہ آپ کی آنکھ کھلی اور دل میں ڈالا گیا کہ مکان خطرہ میں ہے آپ نے سب دوستوں کو جگایا اور کہا کہ مکان خطرہ میں ہے اس میں سے نکل جانا چاہئے۔

سب دوستوں نے نیند کی وجہ سے پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر سو گئے کہ آپ کو وہم ہو گیا ہے مگر آپ کا احساس برابر ترقی کرتا چلا گیا آخر آپ نے پھر اُن کو جگایا اور توجہ دلائی کہ چھت میں سے چرچراہٹ کی آواز آتی ہے مکان کو خالی کر دینا چاہئے انہوں نے کہا معمولی بات ہے ایسی آواز بعض جگہ لکڑی میں کیڑا لگ جانے سے آیا ہی کرتی ہے۔ آپ ہماری نیند کیوں خراب کرتے ہیں مگر آپ نے اصرار کر کے کہا کہ اچھا! آپ لوگ میری بات مان کر ہی نکل چلیں آخر مجبور ہو کر وہ لوگ نکلنے پر رضامند ہوئے۔ حضرت صاحب کو چونکہ یقین تھا کہ خدا میری حفاظت کے لئے مکان کے گرنے کو روکے ہوئے ہے۔ اِس لئے آپ نے انہیں کہا کہ پہلے تم نکلو پیچھے مَیں نکلوں گا۔ جب وہ نکل گئے اور بعد میں حضرت صاحب نکلے تو آپ نے ابھی ایک ہی قدم سیڑھی پر رکھا تھا کہ چھت گر گئی۔ دیکھو! آپ انجنیئر نہ تھے کہ چھت کی حالت کو دیکھ کر سمجھ لیا ہو کہ گرنے والی ہے نہ چھت کی حالت اس قسم کی تھی نہ آواز ایسی تھی کہ ہر اک شخص اندازہ لگا سکے کہ یہ گرنے کو تیار ہے۔ علاوہ ازیں جب تک آپ اصرار کر کے لوگوں کو اُٹھاتے رہے اُس وقت تک چھت اپنی جگہ پر قائم رہی اور جب تک آپ نہ نکل گئے تب تک بھی نہ گری مگر جونہی کہ آپ نے پاؤں اُٹھایا چھت زمین پر آ گری۔ یہ امر ثابت کرتا ہے کہ یہ بات کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ اس مکان کو حفیظ ہستی اس وقت تک روکے رہی جب تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی حفاظت اس کے مدِّ نظر تھی اس مکان سے نہ نکل آئے۔ پس صفت حفیظ کا وجود ایک بالارادہ ہستی پر شاہد ہے اور اس کا ایک زندہ گواہ ہے۔"

(ہستی باری تعالیٰ از حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ صفحہ 87-88)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بیماریوں کے علاوہ بھی مختلف قسم کے صدمات ہیں۔ مال کا صدمہ انسان کو پہنچتا ہے۔ اولاد کا صدمہ انسان کو پہنچتا ہے۔ عزت کا صدمہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے یہ طاقت دیتا ہے تو انسان وہ برداشت کر سکتا ہے۔ ورنہ انسان اس صدمہ سے ہی پاگل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ایک طریقہ ہے۔ بعض انسانوں پر ان صدمات کے اثرات نظر بھی آتے ہیں اور عجیب ذہنی کیفیت ان کی ہوئی ہوتی ہے۔ بلکہ اس حالت میں پھر بعض دفعہ بعض لوگوں کو جو صدمات پہنچتے ہیں ان کا خدا تعالیٰ سے بھی یقین اٹھ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے خلاف بول رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ نمونے جو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ دکھاتا ہے وہ اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور اس کی حفاظت کا انتظام نہ ہو تو انسان کی زندگی چل ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی حفاظت کی وجہ سے انسان کی زندگی کا جو ایک ایک لمحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے نیک بندوں سے خاص سلوک فرماتا ہے اور وہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتے ہیں اور صدمات اور مصائب میں جب بھی وہ ان پر آتے ہیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہتے ہیں اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی جو رحمت ہے وہ انہیں سمیٹتی چلی جاتی ہے اور انہیں ہر مصیبت اور مشکل کے بد نتائج سے محفوظ رکھتی ہے۔ پھر قانون قدرت کے تحت اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا اثر کیونکہ تمام مخلوق اور تمام انسانوں کو پہنچ رہا ہے جس میں خدا تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب شامل ہیں تو اس مضمون میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے انکاری اور کافروں کے لئے بھی سبق ہے کہ اگر شرارتوں میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ جو تمہیں آرام مہیا کرنے والا ہے اور حفاظت کے سامان کرنے والا ہے اپنی حفاظت واپس بھی لے سکتا ہے اور ایسی صورت میں تمہاری تباہی لازمی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اکتوبر 2009ء)

سامعین! فِیۡ اَمَانِ اللّٰہِ کا ایک منظر ہمارے جلسوں کا اختتام اور واپسی بھی ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ ہمیشہ حاضرین جلسہ کو اپنی دعاؤں کے ساتھ بخیریت گھروں کو واپسی کے لئے الوداع کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جلسہ سالانہ پر آنے والوں کے لئے دعائیں کیں ہیں جن سے وہ حصہ پاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے کے لئے ''للّٰہی سفر'' کے الفاظ استعمال فرما کر ان میں شریک ہونے والوں کے حق میں یہ دُعا کی ہے۔

''مَیں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت وطاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین''

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

سامعین! الوداع پر فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کہنے کا مضمون بہت گہرا ہے۔ ہم اپنی زندگیوں میں اپنے پیاروں کو حصولِ علم، حصولِ رزق یا حصولِ اسائلم کے لیے رخصت کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اِن مواقع پر اوپر بیان ہونے والی دُعا تو سود مند ہوگی اور خوشیوں کی اُمید، گھروں میں خوشحالی آنے کی اُمید پیدا ہو گی لیکن فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کے یہ الفاظ پیچھے رہ جانے والوں اور الوداع ہونے والے دونوں پر ذمہ داریاں بھی عائد کرتے ہیں۔ ایک بچی کو گھر کے آنگن سے رخصت کرتے وقت جہاں اداسی ہوتی ہے اور ہر طرف سے فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کی آوازیں بلند ہو کر رخصت ہونے والی دلہن کو دعائیں دی جا رہی ہوتی ہیں وہاں رخصت ہونے والی دلہن کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے نئے گھر کو خوش وخرم رکھے، پیار و محبت کی پینگیں بڑھائے اور اپنے سسرال اور میکے دونوں کے لیے سکون کا باعث بنے اور پیچھے رہ جانے والے والدین اور بہن بھائیوں کی ذمہ داریوں میں یوں اضافہ ہو جاتا ہے کہ اُن کی رخصت ہو جانے والی بیٹی یا بہن گھر میں جو ذمہ داریاں نبھا رہی تھی وہ اب دوسروں پر تقسیم ہو رہی ہیں۔ اِس الوداع پر فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کہنے میں جو خوشخبری مضمر ہے۔ وہ یہ ہے کہ الوداع ہونے والی بیٹی کی گود ہری ہوگی اور دونوں خاندان میں افراد کا اضافہ ہوگا۔ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کی دعا کے ساتھ یہی کیفیت لڑکے کی شادی کی حوالے سے ہے۔

ایک عورت اپنے خاوند کو یا ماں اپنے بیٹے کو حصولِ رزق اور مال کے لیے فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کی دُعا کے ساتھ رخصت کرتی ہے تو رزق آنے سے تنگدست خاندان کشادہ ہو جاتا ہے۔ گھر میں خوشحالی نظر آنے لگتی ہے اور اُن کے چندے بڑھنے سے جماعت کی انکم میں اضافہ ہوتا ہے۔ آج مخالفین احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے بے شمار احمدی ہجرت کر کے بیرون ملک آ بسے ہیں۔ یہ ہجرتیں اتنی بابرکت ثابت ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مالی کشائش سے احمدیوں کے گھر بھر دیے ہیں اور چندوں میں بے شمار اضافہ ہوا ہے۔ یہ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کہنے اور اوپر بیان ہونے والی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔ اِسی طرح اعلیٰ تعلیم کی خاطر بچوں اور بچیوں کو گھر سے الوداع کہنا بھی بہت بابرکت ثابت ہوتا ہے۔ جب وہ پڑھ لکھ کر اعلیٰ سند کے ساتھ واپس گھر آتے ہیں یا کسی جاب پر لگ جاتے ہیں تو جہاں خوشیاں مل رہی ہوتی ہیں وہاں اُن کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہوتا ہے۔

سامعین! فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کے دعائیہ الفاظ میں پیار و محبت اور دل کی گہرائیوں سے رخصت کرنا مراد ہے نہ کہ بیزاری سے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ کے شُکر کا پہلو بھی اُجاگر ہوتا ہے کہ جس خدا نے اِس رخصتی اور الوداع پر انعامات اور افضال نازل فرمائے ہیں اور گھروں میں خوشیاں، خوشحالی پیدا کی ہے۔ اِس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ رخصت ہونے والے کی یادوں کو گھروں میں تازہ رکھیں تو اللہ کی یاد بھی تازہ رہتی ہے اور پھر فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کہنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اَن پڑھ مائیں اور باپ زبانی اور لکھے پڑھے ماں باپ تحریری طور پر اپنے رخصت ہونے والے بچوں کو نصائح کرتے ہیں جو خاندان کی تاریخ کا حصہ بن جاتی ہیں۔ بعض شعراء نے اپنے منظوم کلام سے بچیوں کو رخصت کرتے ہیں اور بچوں کے بیرونِ ملک رخصت ہونے پر نظمیں کہیں جو اُس خاندان کا ورثہ اور اثاثہ ہوتی ہیں۔

ہاں ایک وفات یافتہ کو بھی الوداع کیا جاتا ہے۔ اِس کے اردگرد بھی فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کے دعائیہ الفاظ بلند ہو رہے ہوتے ہیں اور کہا جا رہا ہوتا ہے کہ جاؤ! تمہارا خدا حافظ۔ ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔ اگر کسی کی وفات پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعوۡنَ اور تدفین یا زیارتِ قبر کے وقت قبرستان میں داخل ہونے والی دعائیہ الفاظ پر غور کریں تو ہم پر فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کا مفہوم زیادہ کُھل کر سامنے آتا ہے۔ آئیں! اِس دعا کو دیکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کے مقبرہ کے پاس سے گزر ہوا تو اس کی جانب چہرہ کرکے فرمایا:

السلام علیکم یا اھلَ القبور! یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1053ء)

یعنی اے اہلِ قبور! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

سامعین! مجھے جماعت احمدیہ کی روشن اور تابناک تاریخ کے روشن دریچوں کی یاد آگئی جب خلیفۃ المسیح کو بیرونِ ملک یا کسی سفر پر رخصت کرتے وقت مخلصین اکٹھے ہو کر خلیفۃ المسیح کو فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ، اللہ حافظ وناصر کی دعاؤں سے رخصت کرتے ہیں۔ جیسے یہ نظم مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے متعلق الوداعی نظم بر موقع سفر انگلستان بغرض تعلیم ہے۔

جاتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر

ہر گام پہ ہمراہ رہے نصرتِ باری
ہر لحظہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر

والی بنو امصارِ علومِ دو جہاں کے
اے "یوسفِ کنعان"! خدا حافظ و ناصر

ہر علم سے حاصل کرو عرفانِ الٰہی
بڑھتا رہے ایمان خدا حافظ و ناصر

پہرہ ہو فرشتوں کا قریب آنے نہ پائے
ڈرتا رہے شیطان خدا حافظ و ناصر

ہر بحر کے غواص بنو لیک بایں شرط
بھیگے نہیں دامان خدا حافظ و ناصر

سر پاک ہو اغیار سے، دل پاک نظر پاک
اے بندۂ سبحان خدا حافظ و ناصر

محبوبِ حقیقی کی "امانت" سے خبردار
اے حافظِ قرآن خدا حافظ و ناصر

مجھے یاد ہے کہ ایک وقت میں ہم ربوہ کے اسٹیشن پر مبلغینِ کرام کو بیرون ملک جاتے وقت الوداع کیا کرتے تھے اور ریل گاڑی چلتے وقت ہاتھ لہرا لہرا کر فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کی دعائیں دے کر رخصت کرتے تھے۔ پھر وہ دعائیں رنگ لاتی تھیں اور اِن کی تبلیغ اور دعوتِ الی اللہ سے بے شمار سعید روحیں جماعت میں داخل ہوتی رہیں۔

سامعین! اب تقریر کے آخر پر ایک ایسے الوداع کا ذکر کرتے ہیں جو ذی روح تو نہیں لیکن اسلام کے یا جماعت کے ایسے فنکشنز یا تقریبات ہیں جن کو فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کی دُعا اور اِس امید کے ساتھ رخصت کیا جاتا ہے کہ آئندہ سال بخیریت اِس کی آمد ہو۔ جیسے رمضان ہے جس کو جمعۃ الوداع کے ساتھ رخصت کیا جاتا ہے۔ اِس امید کے ساتھ رخصت کرتے ہیں کہ سارا سال اِس کی نیکیوں کو یاد رکھیں گے اور اِن نیکیوں کے ساتھ اگلے رمضان کو جی آیاں نوں، اھلاً و سھلاً و مرحباً کہیں گے۔ یہی کیفیت ہماری جماعت میں جلسہ سالانہ کی ہے جس کا اختصار سے ذکر مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ جلسہ ہائے سالانہ کی کڑی ایسی مبارک کڑی ہے جو ہر سال کے جلسہ سالانہ کے ساتھ جُڑتی چلی جاتی ہے اور ہم اُس کا استقبال بھی کرتے ہیں اور فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کہہ کر الوداع بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

اگر مَیں حجۃ الوداع کا ذکر نہ کروں تو مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ یہ حج ایسا تھا جس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر نظر نہیں آئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات اور قرآن کریم تو آنے والے حجوں میں موجود ہوتا ہے اور اِن تعلیمات کو حرزِ جان سمجھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا بھی فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ کی دعا کی خوبصورتی ہے۔

اِس حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

”اللہ سے ڈرو۔ پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرو۔ ایک مہینے کے روزے رکھو۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ دو۔ ہر اچھے حکم کی اطاعت کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو سیدھا جنت میں جاؤ گے۔“

(ترمذی باب الصلاۃ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)